اسلامی حکومت اور اس کے اساسی قوانین

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
بانی: جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی

کون نہیں جانتا کہ اسلامی حکومت کے اساسی قوانین کیا ہیں؟ اور اس کے خدوخال کیسے ہوتے ہیں؟ کون سا ایسا مسلمان ہے جو اسلام کے بنیادی عقیدوں کو نہ جانتا ہو؟ مگر مسلمان کے لئے جہاں جاننا ضروری ہے، وہاں ماننا بھی ضروری ہے، صرف جان لینے سے اسلام کی شہادت وسند نہیں مل سکتی، ابو طالب بھی اسلام کی حقانیت کا اقرار کر چکے تھے، عہد نبوت کے یہودی بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بلکہ خاتم النبیین ہونے کو دل سے جانتے تھے، جس پر وحی آسمانی وتعلیمات قرآنی کی تصریحات موجود ہیں، لیکن باوجود جاننے کے مانتے نہیں تھے، اس لئے ''مغضوب علیہم'' کفار کی صف اول میں شمار ہوتے ہیں، الغرض جاننا اور پھر ماننا اسلام کی اولین شرط ہے، ماننے کے بعد عمل کرنا، یہ اعلیٰ درجہ ہے۔

اسلام کیا ہے:...... ''اسلام'' کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر (ذات میں ہو یا صفات میں یا افعال میں) ایمان لانا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے جو باتیں امت کو قطعی طور پر پہنچی ہیں، جن کو علمی زبان میں ''ضروریات دین'' کہا جاتا ہے، ان سب کو بہ دل وجان تسلیم کر لینا، یہی خلاصہ ہے کلمہ طیبہ کا، جو اسلام کا پہلا کلمہ ہے۔''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یا دوسرا کلمہ شہادت ہے، اس کی یہ بھی تعبیر ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم پر ایمان لانا اور اس کو حق تعالیٰ کا آخری پیغام تسلیم کرنا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو اس کی عملی تشریح کی ہے، اسی طرز پر اس کو سمجھنا اور مان لینا۔ اسی طرح اس کی اور کئی طرح تعبیریں ہو سکتی ہیں، مثلاً یہ کہا جائے کہ ''مسلمان وہ ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔'' یا یہ کہا جائے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دین کی باتیں بتلائی ہیں اور یقینی طور پر امت کو پہنچی ہیں، یا یہ کہ دین اسلام

کی جتنی بنیادی باتیں ہیں، ان پر ایمان لائے۔" یا یہ کہا جائے کہ "حق تعالیٰ کی الوہیت و توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ پر ایمان لائے۔" یا یہ کہا جائے کہ "اللہ و رسول کی تمام ہدایات و تعلیمات پر ایمان لائے۔" یہ سب تعریفیں صحیح اور درست ہیں، صرف الفاظ و تعبیر کا اختلاف ہے۔

"تعبیرات اور الفاظ کے اختلاف سے حقائق کا اختلاف سمجھنا یہ عناد ہے، یا جہل ہے، یا پھر دونوں باتیں ہیں، اب یہ کہنا کہ آج تک اسلام کی اتفاقی تعریف نہیں ہوسکی، جو شخص یہ خیال کرتا ہے، اس کا تو مطلب یہ ہے کہ اس کو اب تک اپنے ایمان و اسلام پر یقین تو کجا، اس کا علم بھی نہیں ہے، پاکستان کے ایک سابق جج کی رسوائے عالم رپورٹ میں، جو کوشش کی گئی تھی، اس کا تو مقصد یہی تھا کہ تعبیر کے اختلاف کا فائدہ اٹھا کر کافروں کو مسلمان ثابت کیا جاسکے۔" انا للہ وانا الیہ راجعون

اسلامی حکومت کسے کہتے ہیں:......اب اسلامی حکومت وہی ہوگی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے اور بتائے ہوئے احکامات کو نافذ کرے اور حکومت کی طاقت سے جاری کرے اور اس قسم کی کافرانہ رپورٹوں اور فیصلوں کے لئے اس میں کوئی جگہ نہ ہو اور اس میں اسلامی حکومت کا عنوان دستور یہی ہوگا کہ "حکومت کا مذہب دین اسلام ہوگا۔" آج تک جتنی اسلامی حکومتیں ہیں، ان کے دستور کی پہلی دفعہ یہی ہے، نہ ہمارا مزاج سیاسی ہے اور نہ ہمارا موضوع سیاست ہے، بحیثیت ایک مسلمان اور بحیثیت ایک خادم دین، ہم اس بات کے سمجھنے سے قاصر ہیں، کہ ہمارا یہ ملک پاکستان اب تک کیوں اسلامی مملکت نہیں بن سکا، بلکہ فقہی حیثیت سے اس کو "دارالاسلام" کہنا بھی مشکل ہے، اس لئے اگرچہ قدرت قانون اسلام جاری کرنے کی بظاہر موجود ہے (بظاہر اس لئے کہتا ہوں کہ شاید یہ خیال بھی صحیح نہ ہو بلکہ اندر اس جسد عنصر کو حرکت دینے والی کوئی خارجی روح مخفی ہو جو ہمیں نظر نہ آتی ہو، خیر ہم تو ظاہر کو جانتے ہیں باطن اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے)۔

بہر حال یہ قدرت اگرچہ ہے لیکن اس قدرت سے نہ صرف یہ کہ احکامات اسلام اور تعلیمات اسلام کو جاری نہیں کیا گیا بلکہ طرح طرح کی مشکلات و عقبات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، متحدہ ہندوستان بلاشبہ علمی و فقہی اصطلاح سے "دارالکفر" تھا، تقسیم ملک کے بعد وہ حصہ بالاتفاق دارالکفر رہا، خصوصاً جب وہاں یہ اعلان بھی کردیا گیا کہ "سیکولر" (لادینی) حکومت ہوگی، یہاں صرف اعلان تو نہیں کیا گیا، لیکن عملاً کوئی فرق نہیں رہا، بلکہ یہاں کفر و ارتداد کے ساتھ وہاں سے زیادہ رواداری برتی گئی، وہاں عیسائی مشنریوں کو کسی ہندوستان کے باشندے کو مسلمان ہو یا ہندو، عیسائی بنانے کی اجازت نہیں، لیکن ہمارے ملک میں عیسائیوں کو عیسائی بنانے کی کھلی اجازت دی گئی اور سب سے زیادہ کسی مسلمان ملک میں اگر عیسائیت کی حوصلہ افزائی ہوئی تو ہمارا ملک ہے، اگر حکومت کا مذہب اسلام ہوتا تو کسی کو عیسائی بنانے کی کیا مجال تھی، تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں، اس ملک میں نہ صرف یہ کہ زنا کرنا جرم نہیں بلکہ اس کے لائسنس دیئے

جاتے ہیں، شراب پینا عام ہے، سودی کاروبار پر تمام زندگی کا ڈھانچہ قائم ہے، چور کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے، کوئی شرعی قانون نافذ نہیں، بلکہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جانا بھی جرم نہیں، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ سمجھنا بھی جرم نہیں، بلکہ ملک کے اندر اور باہر حکومت کی اعانت و امداد سے قادیانیت کی دعوت و تبلیغ جاری ہے، اس ملک میں قرآن کریم کو برملا محرف کہا جاتا ہے، اکابر صحابہ پر تبرا بھیجا جاتا ہے۔

جس ملک میں زنا، شراب، سود، جوئے اور بیمے کا عام رواج ہو، جس ملک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی و رسول نہ سمجھا جاتا ہو، بلکہ جھوٹے مدعیانِ نبوت کو ماننے والے بیشتر کلیدی آسامیوں پر فائز ہوں، جس ملک میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ سب وشتم ہوتا ہو، جہاں علمی و نظریاتی طور پر تمام بنیادی مسائل کو مجروح کیا جاتا ہو، جہاں ہر کفر والحاد کی نہ صرف اجازت ہو، بلکہ اس کی پرورش ہوتی ہے، جس ملک میں ہر بے حیائی کو فروغ دیا جاتا ہو اور جہاں اسلام کے عادلانہ قانون کے مطابق نہ کسی کی جان محفوظ ہو، نہ آبرو محفوظ ہو، نہ مال محفوظ ہو، کیا وہ ''دارالاسلام'' ہے؟ کیا یہی اسلامی مملکت ہے؟ کیا پاکستان میں اس کے سوا اور بھی کچھ ہے؟ کیا انہی چیزوں کی خاطر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے؟

آج آسمان سر پر اٹھایا جاتا ہے، شادیانے بجتے ہیں اور شور برپا ہے کہ قومی اسمبلی قائم ہوگئی اور عبوری آئین نافذ ہوگیا، عبوری آئین جیسا کچھ ہے، سب کے سامنے آچکا ہے، نہ معلوم مستقل آئین بھی (اگر بنا تو) اسی نوعیت کا ہوگا، یا اس سے کچھ مختلف؟ تاہم عبوری آئین میں مستقل آئین کے خدوخال نظر آرہے ہیں۔

''قیاس کن زگلستان من بہار مرا''

ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ لاکھ جمہوریت بحال کردی جائے مگر جب تک صاف اعلان نہیں کردیا جاتا کہ حکومت کا مذہب اسلام ہوگا، اس ملک میں کسی کو مرتد بننے اور بنانے کی اجازت نہیں ہوگی، صدر مملکت (اور کلیدی اہمیت کے دیگر مناصب) کے لئے مسلمان ہونا لازمی شرط ہوگی، اسلامی احکام کا اجراء ہوگا، تمام شرعی تعزیریں نافذ کی جائیں گی، شراب ممنوع، زنا حرام اور سودی کاروبار بند ہوگا، قمار اور جوئے کی اجازت نہیں ہوگی، شراب نوشی اور عصمت دری پر شرعی سزائیں جاری کی جائیں گی، چور کے ہاتھ کاٹے جائیں گے، سرکاری مدارس میں اسلامی تعلیم لازمی ہوگی، عیسائی اسکولوں میں مسلمانوں کے بچوں کو انجیل کی تعلیم ممنوع ہوگی، جو لوگ حضرت خاتم مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کا انکار کرتے یا اس میں تاویل کرتے ہیں، ان کے فرقہ کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا، وغیرہ وغیرہ......

الغرض اسلامی شعائر کی بہت سی باتیں جن کو ہر مسلمان جانتا ہے اور جن سے کسی اسلامی مملکت کے خدوخال ہر شخص کو نظر آسکتے ہیں، جب تک صاف دل و دماغ سے ان باتوں کو نہیں اپنایا جاتا، اسلامی حکومت نہیں ہوگی، کسی اسلامی حکومت

کی واضح علامت یہ ہے کہ وہ اسلامی شعائر کو بلند کرے اور کفر کے شعائر کو مٹائے، اس کے بغیر چاہے چار دانگ عالم میں اس امر کا اعلان کیا جائے کہ یہ اسلامی مملکت ہے، یہ دعویٰ ان حقائق کی روشنی میں نفاق ہے، دھوکا ہے، آنکھوں میں مٹی ڈالنے کے مترادف ہے اور خدا تعالیٰ اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دینا ہے، صرف جمعیت علمائے اسلام کے ایک آدھ وزیر ہونے سے یا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی جیسے حضرات کے رکن اسمبلی بن جانے سے یہ ملک اسلامی نہیں بن سکتا، جہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو جمہوری ووٹنگ سے طے کیا جائے اور جہاں قرآن وسنت کے صریح احکام بھی اکثریت واقلیت کے فیصلے کے رہین منت ہوں، اس نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے؟ جمہوری فیصلوں کا دائرہ صرف انتظامی معاملات تک محدود ہے اور یہیں تک محدود رہنا چاہئے، قرآنی تعلیمات اور اسلامی ہدایات اور قوانین واحکام کے سامنے ان کی کیا وقعت ہے؟

اسلامی مملکت کا دستوری ڈھانچہ:...... حکومت وسلطنت اگر مسلمانوں کے زیر اقتدار آئے تو ان کا طرز عمل کیا ہوگا؟ اور وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے کن چیزوں کو بروئے کار لائیں گے؟ اس سلسلے میں قرآن حکیم نے چار باتوں کا ذکر کیا ہے:

(۱)...... اقامت الصلوٰۃ (نمازوں کی پابندی) (۲)...... ایتاء زکوٰۃ (نظام زکوٰۃ کا قائم کرنا)

(۳)...... امر بالمعروف (نیک کاموں کا حکم کرنا) (۴)...... نہی عن المنکر (برے کاموں سے منع کرنا)

چنانچہ ارشاد ہے:

﴿الذین ان مکنّٰھم فی الارض اقاموا الصلاۃ واتوالزکاۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ولله عاقبة الامور﴾ (الحج، آیت: ۴۱)

”وہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کو انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے“۔ (بیان القرآن)

یہی وہ ”بنیادی نکات“ ہیں، جن پر اسلامی مملکت کا دستوری ڈھانچہ مرتب ہوگا، یہی وہ محور ہے، جس کے گرد مسلمانوں کا نظم مملکت گردش کرے گا، یہی وہ روح ہے، جو اسلامی حکومت کے ایک ایک شعبہ میں جاری وساری ہوگی اور یہی وہ اساسی مقاصد ہیں، جنہیں اسلامی حکومت اپنے لئے نصب العین قرار دے گی، بلاشبہ اسلامی حکومت کو سینکڑوں قسم کے سیاسی مصالح، معاشرتی مسائل اور وقتی تقاضوں کا سامنا کرنا ہوگا لیکن وہ اس امر کی شدت سے پابند رہے گی کہ اس کا کوئی اقدام ان بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔

مسلمان حکمران کے شرائط:...... مختصر یہ کہ ایک مسلمان حکمران کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ خود صالح، متقی اور خدا ترس ہو اور کتاب وسنت کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق تمام معاشرے کی اصلاح کر کے انہیں صالح اور خدا ترس بنائے،

خود صالح ہونا اور دوسروں کو صالح بنانا، یہ ہے اسلامی حکومت کا اساسی اصول، اس کی علمی تفصیلات کتاب وسنت میں محفوظ ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی اسی نہج پر تربیت فرمائی اور خلافت راشدہ کے بابرکت اور زرین عہد میں اس کا مثالی نمونہ عملی طور پر ظہور پذیر ہوا، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی اطاعت کو بھی لازم قرار دیا گیا:

﴿وأطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم﴾

"(اے ایمان والو) حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں"۔ (از شیخ الہند)

لفظ "منکم" میں بتلا دیا گیا کہ اسلامی حکومت کے سربراہ کا مسلمان اور مومن ہونا شرط ہے، یعنی اس کی اطاعت اس وقت لازم ہوگی جب وہ حق تعالیٰ کے احکام کا مطیع اور فرمانبردار ہو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے باغی ہو جائے، اس کے احکام سے سرتابی کرے اور اسلام کا زرین تاج اپنے سر سے اتار پھینکے تو اس کی اطاعت کا سوال باقی نہیں رہتا (لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق)

أولی الأمر کا اصل مصداق تو خلفاء راشدین ہیں، جن میں صفات جہانبانی کے ساتھ تفقہ فی الدین کا وصف بھی موجود تھا، وہ خلفاء بھی تھے اور فقہاء بھی، حاکم بھی تھے اور عالم بھی، اس لئے اولی الامر کی تنقیح میں علماء تفسیر کا اختلاف ہوا کہ اس سے مراد امراء وخلفاء ہیں یا علماء وفقہاء؟ ظاہر ہے علمی و دینی اعتبار سے فقہاء وعلماء اس کا مصداق ہیں اور احکام خداوندی کو جاری اور نافذ کرنے کی طاقت وقوت ارباب اقتدار کے پاس ہوتی ہے، اب اگر کسی شخصیت میں تفقہ فی الدین اور اقتدار کی دونوں صفات جمع ہو جائیں جیسا کہ خلفاء راشدین میں جمع تھیں تو اس کا وجود سراپا رحمت ہے، لیکن جب یہ دونوں صفات کسی ایک ہستی میں جمع نہ ہوں تو ضروری ہوگا کہ حکومت دونوں قسم کے رجال کو جمع کرے، جن میں مقتدر حکام بھی ہوں اور دین کی صحیح بصیرت رکھنے والے اصحاب تفقہ بھی۔

خلافت راشدہ کا بابرکت دور علم وعمل، صلاح وتقویٰ، فقر وزہد، ایثار وقربانی اور اخوت ومساوات کے لحاظ سے انسانیت کا تابناک دور تھا، جس کے آثار وبرکات نے عرصہ دراز تک دنیا کو منور رکھا۔

دینی مدارس اور ان کے ثمرات واثرات:...... بعد کے دور میں مسلمان حکمرانوں کی عملی زندگی اگرچہ مجروح ہوتی چلی گئی، تاہم اعتقادی پہلو ہمیشہ محفوظ رہا اور امت کی اصلاح اور دینی تقاضوں کی بجا آوری کے لئے امر المعروف اور نہی عن المنکر کا کام بھی اپنے صحیح طریق کار اور تسلسل کے ساتھ جاری رہا، آج بھی، جبکہ اسلامی حکومت کے دھندلے نقوش بھی تدریجاً مٹتے چلے جا رہے ہیں، "هيئة الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر" کے ادارے تھوڑا بہت کام کر رہے ہیں، مسلم حکمرانوں کی عملی زندگی سے قطع نظر یہ بات بالکل صاف ہے کہ اسلامی تاریخ کے سابقہ ادوار میں اسلامی قوانین سے عداوت اور بغض وعناد کا کہیں پتہ نہیں چلتا، البتہ آخری دور میں اس کا ظہور ترکی میں ہوا، خلافت اسلامیہ کے الغاء کے بعد

جو قیادت ابھری، اس نے اسلامی احکام سے علانیہ عداوت کا مظاہرہ کیا، یہاں اس ناخوشگوار بحث کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں، اس کے بعد دوسرے اسلامی ممالک میں بھی اس کا اثر پھیلتا گیا، تاہم بہت سے شعائر اسلام کا احترام اب تک بیشتر ممالک میں باقی ہے، ان ممالک کی بنیادی خرابی یہ تھی کہ امر بالمعروف کے اداروں کی سرپرستی مدارس و معاہد کی تاسیس اور مساجد کی تعمیر حکمرانوں کے فرائض میں شامل سمجھی جاتی تھی اور عامۃ المسلمین اس فریضہ سے سبکدوش ہو چکے تھے، جب ان حکمرانوں نے دین اور دینی مسائل سے غفلت یا عداوت کا رویہ اختیار کیا تو ان ممالک میں دین بے سہارا ہو کر رہ گیا، اس کی بنیادیں گرنے لگیں اور کوئی موثر قوت ایسی نہ رہی جو آگے بڑھ کر اسے سنبھالا دیتی۔

البتہ متحدہ ہندوستان اس خصوصیت میں ناممزد ہے جو محض حق تعالیٰ کی عنایت کا ثمرہ ہے کہ یہاں جب مسلمان حکمران ختم ہوئے اور نظام اقتدار کفر کے ہاتھ آیا تو اس موقعہ پر اکابر امت کی فراست نے محسوس کیا کہ شعائر دین کی بقاء، دینی اداروں کی تاسیس، مساجد و مدارس کی تعمیر کے لئے اگر عام مسلمانوں کو تربیت نہ دی گئی اور تعلیم و تربیت، فتویٰ و قضاء اور امامت و خطابت کے مناصب کا بطور خاص انتظام نہ کیا گیا تو اس خطہ میں اسلام باقی نہیں رہے گا، حق تعالیٰ نے ان کی مبارک توجہات کو بار آور فرمایا، عام مسلمانوں میں حفاظت دین کا جذبہ بیدار رہا اور اعداء دین کی دسیسہ کاریوں کے علی الرغم دین جوں کا توں محفوظ رہا۔

ارباب اقتدار کے غلط رخ اختیار کرنے کی ایک مثال:...... تقسیم ہند کے بعد بھی یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ آگے بڑھا، ہندو پاک کے دین پسند عوام کی توجہ سے دینی فضا قائم رہی، قیام پاکستان کے بعد اگر یہاں کے حکمران اخلاص سے دینی نظام کو نافذ کرنے کا تجربہ کرنا چاہتے تو اس کے لئے ماحول کافی حد تک سازگار تھا اور یہ تجربہ پورے عالم میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ ثابت ہوتا اور آج کی دکھی انسانیت کے لئے رحمت کا پیغام بنتا، لیکن بدقسمتی سے یہاں کے حکمرانوں کو صحیح رخ اختیار کرنے کی توفیق نہ ہوئی، ان کا طرز عمل بتدریج بگڑتا چلا گیا، دین سے انحراف کا راستہ اختیار کر لیا، موجودہ حکومت کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ اس نے لادینی نظام کو جہل یا عناد کی بنا پر تمام قوم پر مسلط کر دینے کی کوشش کی۔

''ملا'' لوگ تو خیر ان حقائق کو واشگاف کرنے میں ہمیشہ مصروف رہے، مگر کرشمۂ قدرت دیکھئے کہ اب سرکاری مسلم لیگ کی ہائی کمان نے بھی امت کی ہمنوائی کی ہے، روزنامہ جنگ ۷ فروری کی اطلاع کے مطابق مسلم لیگ ہائی کمان کی پارلیمانی پارٹی کی مقرر کردہ ۲۵ رکنی جائزہ کمیٹی نے اعتراف کیا ہے کہ عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے ایکٹ نے عوام کے مختلف طبقات میں حکومت سے منافرت پیدا کی، عوام حکومت سے دور ہو گئے اور علماء کے احساسات و جذبات ان قوانین سے مجروح ہوئے، علمائے امت پہلے دن سے یہ واضح کرتے رہے کہ یہ قوانین کتاب و سنت کے منافی ہیں، ان سے معاشرتی الجھنیں ختم نہیں ہوں گی، بلکہ ان میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، لیکن ارباب اقتدار اسے ''چند ملاؤں کا شور و غوغا''

کہہ کرتا لتے رہے، مقام شکر ہے کہ اب پاکستان مسلم لیگ نے بھی بزعم خود پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی جماعت تسلیم کرلیا کہ ملاؤں کا اندیشہ غلط نہیں تھا۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں ہونا

دینی اعتبار سے ہمارے ارباب اقتدار کے غلط رخ اختیار کرنے کی یہ صرف ایک مثال ہے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا:

یا أ باعبیدة! اذا طلبت العزة با الله أعزك الله، واذا طلبت العزة بغیر الله أذلك الله

"ابوعبیدہ! جب تم اللہ تعالیٰ کے ذریعہ عزت چاہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں باعزت کرے گا اور جب تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کے ذریعے عزت طلب کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کرے گا"۔

موجودہ حکومت نے اپنے خیال میں عوام کی رضامندی کے لئے اللہ کے قانون سے انحراف کیا تھا، اس کے تکوینی نتائج ظاہر ہو کر رہے۔

﴿قل اللهم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء، وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر انك علیٰ كل شی قدیر﴾

☆......☆......☆

ادارہ اشرف التحقیق جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کی طبع کردہ

اکابر علمائے امت کی نادر و نایاب تحریرات

مجموعہ مقالات القرآن: مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	احکام القرآن: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
مجموعہ مقالات سیرت: مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	خلافت راشدہ: حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی
اسلام اور حدود و تعزیرات: مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	مرآت الآیات: فہرست مواعظ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ
دلائل وجوب قربانی: مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	نماز کے اہم مسائل: مواعظ تھانوی سے انتخاب
قواعد میراث: مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	جمالیات جمیل "شعری مجموعہ": مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
مدراس البلاغۃ: مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ	عکس جمیل "سوانح مفتی جمیل احمد تھانوی": مرتبہ: ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی

ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی ناظم ادارہ اشرف التحقیق جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ 291۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور 042-35422213 0323-4414100